مصنوعی جنّت کے مُسافر

ازقلم

مولانا محمد یوسف رضا قادری

بانی ایم. یو. ایف.، بھیونڈی ● رکن جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء نئی دہلی

تبلیغی جماعت

اگر اپنی اصلاح کرلے تو ہم بھی
اس کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں

شائع کردہ

مُسلم یُونیٹی فاؤنڈیشن

تبلیغی جماعت اگر اپنی اصلاح کرلے تو ہم بھی
اس کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں

مصنوعی جنّت کے مُسافر

ازقلم
مولانا محمد یوسف رضا صاحب قادری
بانی ایم. یو. ایف.، بھیونڈی ● رکن جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء نئی دہلی

شائع کردہ
رضا اکیڈمی ● مسلم یونیٹی فاؤنڈیشن
۴۰۰/ امام احمد رضا روڈ، کوٹر گیٹ، بھیونڈی
Click Art - 9822088370

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

عزیزان گرامی ! آج امت مسلمہ جن دردناک راہوں سے گزر رہی ہے وہ سب پر ظاہر ہے، بداعمالیوں کی پاداش میں ہم پر مشیت نے بےبسی مسلط کردی ہے۔اقتدار چھین لیا گیا ہے، تخت وتاج سے محروم کر دیئے گئے ہیں، عزت وسطوت جاتی رہی، ظالم حکمراں ہم پر مسلط کردیئے گئے ہیں، اتفاق واتحاد کا شیرازہ بکھر گیا ہے۔ پوری دنیا میں مسلمانوں پر جمود اور تعطل کی کیفیت طاری ہے۔ اسلام دشمن عناصر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے تخریبی منصوبوں پر مسلسل عمل پیرا ہیں۔ اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع وہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اسلام کے خلاف عالمگیر پیمانے پر سازشیں ہورہی ہیں۔

ان حالات میں ضروری ہے کہ مسلمان متحد ومتفق اور منظم ہوکر اپنی بقاء کی جنگ لڑیں اور اسلام دشمن طاقتوں کو شکست دے کر ان کے ناپاک منصوبوں کو ناکام بنادیں مگر اس مقدس عزم میں کامیابی کے لئے جو شرط اول ہے وہ اتفاق و اتحاد ہے اور بدقسمتی سے آج ہمارے درمیان اسی کا فقدان ہے۔ امت مسلمہ انتشار کا زبردست نقصان برداشت کرنے پر اسی لئے مجبور ہے کہ اسلام دشمن طاقتوں نے باقاعدہ منصوبہ بند طریقے سے ہمارے درمیان انتشار پیدا کر کے ہمیں مختلف فرقوں میں بانٹ دیا ہے اور یہ کام اسلام کے ازلی دشمن یہود ونصاریٰ نے گذشتہ کئی صدیوں سے منظم طور پر شروع کر رکھا ہے۔ عرب میں لارینس آف عربیہ (Laurance of Arabia) کی کوششیں بھی ان کے منصوبے اور سازش کا حصہ تھیں، جس نے عربوں کو اس طرح سے توڑا کہ آج بھی عرب اس کے نقصانات جھیل رہے ہیں۔

ہندوستان کے تخت وتاج پر تسلط کے بعد یہاں بھی انہوں نے اپنے منصوبوں پر عمل کیا اور اس میں کامیاب بھی ہوئے۔ اپنی حکومت کی بقاء کے لئے وہ ضروری سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑایا جائے اور ان کی اجتماعی قوت کو ختم کردیا جائے۔ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ یہ سلطنت ہم نے مسلمانوں سے چھینی ہے، اس بنیاد پر مسلمانوں کے دلوں میں تخت وتاج کی بازیابی اور انتقام کا جذبہ زیادہ ہے اور کبھی بھی یہ جذبہ جہاد سے سرشار ہوکر حکومت کے خلاف برسرپیکار ہوسکتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑایا جائے اور ان کو مختلف گروہوں اور فرقوں میں بانٹ دیا جائے۔ نیز کسی تحریک کے ذریعے مسلمانوں کے دلوں سے جہاد کا جذبہ سرد کردیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس کے لئے باقاعدہ علماء کو خریدا اور ان سے ایسی کتابیں لکھوائیں جو امت میں انتشار کا سبب بنیں۔ ساتھ ہی ساتھ اسلام کے نام پر ایک ایسی تحریک شروع کی جو جذبۂ جہاد کو مسلمانوں کے دلوں سے

نکال کرانہیں بزدل بنادے۔

آج جس تحریک کوآپ ''تبلیغی جماعت'' کے نام سے جانتے ہیں یہ بھی انگریزوں کی پروردہ اور قائم کی ہوئی ہے۔ انگریزوں نے جہاد کے خطرے کوٹالنے کے لئے فائنانس (Finance) دے کراسے ہندوستان میں پروان چڑھایا، مگر بدقسمتی سے آج مسلمان اسے تحریک صلوٰۃ سمجھنے لگے ہیں اور تبلیغی جماعت کے کارندے آج مسلمانوں کو یہی باور بھی کراتے ہیں کہ ہمارا مقصد نماز ہے، اگر واقعی یہ تحریک صلوٰۃ ہوتی؟ توکوئی وجہ نہ تھی کہ ہندوستان کے اکثر علماء اس کے مخالف ہوجاتے۔ اتنے مقدس مقصد کو لے کر اٹھنے والی تحریک کی مخالفت علماء اہل سنت ہرگز نہیں کرسکتے۔

نماز اہم فریضہ اور افضل العبادات ہے قرآن عظیم نے سب سے زیادہ جس فریضے کواور جس نظام کے قیام کی تاکید فرمائی ہے وہ نماز ہے، اس کی اہمیتوں کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حالت جہاد میں بھی اس فریضے سے مجاہدین اسلام کو بری نہیں قرار دیا گیا۔ یہ وہ اہم فریضہ ہے جس کا قصداً ترک کفر قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا اس اہم فریضے کے قیام کے لئے جو بھی تحریک شروع ہوگی وہ بڑی مقدس تحریک ہوگی اور ایسی تحریک کی علماء مخالفت کریں یہ ناممکن ہے۔ علماء خود اس بات کے خواستگار ہیں کہ ہر مسلمان نمازی بن جائے اور خدا کے آستانے پر پانچ وقت حاضر ہوکر اپنی جبین نیاز جھکائے اور اس طرح سے مشیت کی جانب سے دنیا اور عقبیٰ کی سرفرازی حاصل کرے۔ نظام صلوٰۃ کے قیام کی ذمہ داری تبلیغی جماعت کے جاہل کارندوں سے زیادہ علماء کی ہے۔

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ علماء اہل سنت نماز کے سلسلے میں اس مبارک جذبہ سے سرشار ہیں تو وہ تبلیغی جماعت کی مخالفت کیوں کرتے ہیں جس کا مقصد ہی نماز ہے۔ تو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ تبلیغی جماعت کا مقصد کیا ہے اسی راز کو طشت از بام کرنے کے لئے میں نے قلم کا سہارا لیا ہے۔ تبلیغی جماعت ہی کے لیٹریچر سے میں ایسے ثبوت فراہم کروں گا جس سے تبلیغی جماعت کا اصل مقصد بھی آپ کے سامنے آجائے گا اور علماء اہل سنت کی مخالفت کی معقول وجہ بھی۔ اس سلسلے میں ہوا یہ کہ عوام الناس کی نظریں تبلیغی جماعت کے پرفریب نعروں پر گئیں اور علماء اہل سنت کی دوررس نگاہیں تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس کاندھلوی پر۔ کہ بانئ جماعت نے اپنے تئیں جماعت کا کیا نصب العین متعین کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ تبلیغی جماعت کے نصب العین سے واقف ہونے کے بعد جہاں آپ کی غلط فہمیاں کافور ہوں گی وہیں آپ ایک ایسی اضطرابی کیفیت میں مبتلا ہوجائیں گے جس میں علماء اہل سنت مبتلا ہیں۔

کسی دانش مند مسلمان کی یہ روش نہیں ہونی چاہیئے کہ کسی بھی تحریک کے پُرفریب نعروں سے متاثر ہوکر

بلاتحقیق وتفتیش اس کا ساتھ دینے لگے بلکہ کسی بھی تحریک کا ساتھ دینے سے پہلے ہماری شرعی ذمہ داری ہے کہ ہم اس تحریک کے بانی کے عقائد ونظریات اور اغراض ومقاصد کا قرآن وسنت کے تناظر میں جائزہ لیں۔ جب ہر طرح سے اطمنان ہوجائے تو پھر اس کا ساتھ دیں۔

قسم سے کہتا ہوں کہ یہ تحریک صلوٰۃ نہیں ہے

واضح رہے کہ تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس کاندھلوی دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں اور انہی کے قائم کئیے ہوئے خطوط پر آج تبلیغی جماعت کام کر رہی ہے۔لہٰذا ہمیں ان کے بارے میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ وہ کن عقائد ونظریات کے حامی تھے اور اس تحریک کو انہوں نے کس مقصد کے تحت شروع کیا تھا۔ فی الحال عقائد ونظریات سے قطع نظر ہم صرف ان کے اغراض ومقاصد اور نصب العین کا جائزہ لیں گے تا کہ ہم یہ فیصلہ کر سکیں کہ اس تحریک کا ساتھ دینا امت کے لئے فائدے مند ہوگا یا نقصان دہ۔

تبلیغی جماعت کے کارندوں کی زبانی آپ نے سنا ہوگا کہ ہمارا مقصد نماز ہے اور ہماری یہ تحریک ''تحریک صلوٰۃ'' ہے۔اس نعرے سے متاثر ہوکر نماز کے نام پر آج بے شمار مسلمان تبلیغی جماعت میں شمولیت اختیار کر چکے ہیں اور وہ بے چارے یہی سمجھ رہے ہیں کہ مولوی الیاس صاحب نے مسلمانوں کو نمازی بنانے کے لئے چلت پھرت کا یہ سلسلہ شروع کیا
ہے۔اور نماز کے حوالے سے وہ تبلیغی جماعت سے جڑے ہوئے ہیں اور اس کے لئے ہر طرح کی قربانی پیش کر رہے ہیں حتی کہ کاروبار اور اہل وعیال کو چھوڑ کر چار چار ماہ کے لئے بھی وہ جماعتوں میں چلے جاتے ہیں اور اجتماعات میں شرکت کے لئے طویل سفر کی صعوبتیں بھی برداشت کر لیتے ہیں۔ممکن ہے تبلیغی جماعت میں شامل اکثر افراد اخلاص ہی کی بنیاد پر یہ سب کچھ کر رہے ہوں۔مگر جو دردناک حقیقت میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اسے دیکھ کر آپ پر سکتے کی کیفیت طاری ہوجائے گی کہ نماز کے نام پر انسانوں کی بھیڑ جمع کرنے والا اندرون خانہ قسم کھا کر کہتا ہے کہ ہمارا مقصد نماز نہیں ہے۔

چنانچہ مولوی ابوالحسن علی ندوی اپنی کتاب ''مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت'' میں بانئ تبلیغی جماعت مولوی الیاس کاندھلوی کی اصل آرزو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ایک مرتبہ اپنے عزیز مولوی ظہیر الحسن سے فرمایا۔

''ظہیر الحسن ! میرا مدعا کوئی پا تا نہیں ، لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوٰۃ ہے۔ میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز تحریک صلوٰۃ نہیں۔ ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا کہ میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔''

(مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت صفحہ ۲۳۴)

''میرا مدعا کوئی پا تا نہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوٰۃ ہے!'' کیا سمجھے آپ......! مولوی الیاس یہ کہنا چاہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت کے قیام سے میرا جو اصل مقصد ہے اس اصل مقصد کو کوئی سمجھتا نہیں اور اس کے برعکس لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوۃ ہے پتہ یہ چلا کہ مولوی الیاس کے نزدیک تبلیغی جماعت کے قیام کا مقصد نماز نہیں ہے ورنہ ان کی اس تحریک کو تحریک صلوٰۃ سمجھنے والوں کے سلسلے میں انہیں اتنا قلق نہیں ہوتا۔ کم فہمی سے ان کی تحریک کو تحریک صلوٰۃ سمجھنے والوں کی یہ خام خیالی انہوں نے کتنے واضح الفاظ میں بیان کردی کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوٰۃ ہے اور اصل مدعا کوئی سمجھتا ہی نہیں۔ اگر تبلیغی جماعت واقعی تحریک صلوٰۃ ہوتی تو اس شکایتی لب ولہجے کی ضرورت ہی بانیٔ تحریک کو پیش نہ آتی کہ میرا مدعا کوئی پا تا نہیں اور خواہ مخواہ لوگ اسے تحریک صلوٰۃ سمجھ رہے ہیں۔ واقعی اگر کوئی شخص کوئی تحریک کسی خاص مقصد کے تحت شروع کرے اور لوگ اس تحریک میں شامل ہو کر بھی بانیٔ تحریک کے اصل مقصد کو نہ سمجھتے ہوئے کسی اور مقصد کی طرف تحریک کے رخ کو موڑ دیں تو بانیٔ تحریک کو ایسا ہی قلق ہوگا جیسا کہ مولوی الیاس کو ہوا۔

اور پھر آگے تو مولوی الیاس صاحب نے سارا معاملہ ہی صاف کردیا اور بحلف کہہ دیا کہ قسم سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز تحریک صلوٰۃ نہیں۔ اتنی شدومد سے قسم کھا کر تحریک صلوٰۃ ہونے کی نفی کی وجہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ بے شمار افراد خواہ مخواہ ان کی تحریک کو تحریک صلوٰۃ سمجھ رہے تھے، اس لئے تحریک کے اصل مقصد کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے انہوں نے قسم کھا کر کہہ دیا کہ بابا......! ہماری تحریک ہرگز تحریک صلوٰۃ نہیں ہے۔

اب آپ خود سوچئے کہ جب تبلیغی جماعت تحریک صلوٰۃ نہیں ہے تو پھر علماء اہل سنت اس کی حمایت کیسے کر سکتے ہیں۔ علماء کا مقصد تو اس اہم فریضہ کا قیام ہے جس کی نفی مولوی الیاس صاحب نے کی۔ مقصد کا یہی تضاد علماء کی مخالفت کی وجہ ہے۔ بانیٔ تبلیغی جماعت کی زبانی جو حقیقت آپ کے سامنے آئی ہے اس نے یقیناً آپ کو تشویش میں مبتلا کر دیا ہوگا۔ آپ کی تشویش اور علماء اہل سنت کی تشویش میں یہی قدر مشترک ہے کہ جس جماعت کے بانی کا مقصد ہرگز نماز نہیں ہے، خواہ مخواہ بے شمار مسلمان نماز کی دعوت کے جذبے سے اس شخص کی تحریک اور جماعت سے جڑ رہے ہیں اور نماز کے نام پر جمع ہونے والی بھیڑ کو وہ شخص (بانیٔ تبلیغی جماعت) اپنے مخصوص مشن

کے لئے استعمال کر رہا ہے۔

اگر تبلیغی جماعت سے وابستہ افراد واقعی اپنے دل میں نماز کی دعوت کا جذبہ رکھتے ہیں تو ان کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ مولوی الیاس سے اپنی برأت کا اظہار کر دیں اس لئے کہ یہاں نظام صلوٰۃ کے قیام کا عظیم جذبہ موجود ہے اور وہاں قسم کھا کر اسے اپنے مقصد سے خارج بتایا جا رہا ہے۔ وہ دن بڑا مبارک دن ہوگا جس دن تبلیغی جماعت سے وابستہ مسلمان مولوی الیاس کاندھلوی سے اپنی برأت اور بیزاری کا اعلان کر دیں گے، اس لئے کہ اس دن سے علماء اہل سنت تبلیغی جماعت میں شامل تمام لوگوں کی قیادت اور سرپرستی کرنے لگیں گے اور تبلیغی جماعت کی مخالفت کا ایک سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن جب تک یہ المیہ باقی رہے گا کہ نماز کی دعوت کے جذبے کی تسکین کے لئے لوگ اس شخص کی تحریک سے وابستہ رہیں گے جو قسم کھا کر کہہ رہا ہو کہ ہماری تحریک ہرگز تحریک صلوٰۃ نہیں ہے تو اس وقت تک علماء مجبور ہیں کہ وہ عوام کو اس تحریک سے دور رکھنے کا فریضہ انجام دیں۔

''ایک دن بڑی حسرت سے فرمایا کہ میاں ظہیر الحسن......! ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔'' جس شخص نے قسم کھا کر کہہ دیا ہو کہ ہماری تحریک نماز کی تحریک نہیں ہے تو مذکورہ حقیقت سے یہ سوال پیدا ہوتا کہ نماز جیسے اہم فریضے کو اہمیت نہ دیتے ہوئے جس نے اسے اپنے مقصد سے خارج کر دیا آخر اس کا مقصد و مدعا پھر اور کیا ہے تو اس سوال کا جواب خود بانی تبلیغی جماعت نے دے دیا کہ میرا مقصد ایک نئی قوم پیدا کرنا ہے۔ مقصد کو بیان کرتے ہوئے حسرت کرنے کی وجہ یہی ہے کہ مولوی الیاس قوم مسلم کو ایک نئی قوم میں منتقل کرنا چاہتے تھے اور لوگ اس کے برخلاف ان کی تحریک کو تحریک صلوٰۃ سمجھ رہے تھے۔

مذکورہ حقیقت سے ذہن کی سطح پر کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب چودہ سو سال سے فرزندان توحید ایک قوم ''قوم مسلم'' ہیں تو مولوی الیاس اس قوم کے افراد کو ایک نئی قوم میں کیوں تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور دوسرا یہ کہ مسلمانوں کو جس نئی قوم کی شکل میں مولوی الیاس ڈھالنا چاہتے ہیں اس قوم میں اور قوم مسلم میں کیا فرق ہے اور نئی قوم کی منفرد خصوصیات کیا ہیں؟ تیسرا سوال یہ کہ جب تبلیغی جماعت کے بانی کے نزدیک نماز کی دعوت مقصود نہیں ہے بلکہ اصل مقصد و مدعا ایک نئی قوم پیدا کرنا ہے اور ان کی تمام تر کوششیں اسی جہت میں ہیں، تو پھر تبلیغی جماعت کے ذمہ داران قوم مسلم کے سامنے صاف صاف اپنا مدعا کیوں نہیں بیان کرتے کہ ہماری تحریک کا مدعا ایک نئی قوم کی تشکیل ہے۔ اگر وہ اس طرح سے اپنا اصل مدعا بیان کرتے تو بے شمار مسلمان جن کا تعلق قوم مسلم سے ہے انہیں سوچنے کا موقع ملتا کہ قوم مسلم سے نکل کر ایک نئی قوم میں ہمیں تبدیل ہونا ہے یا نہیں۔ لیکن قوم مسلم کے ساتھ کتنا بھیانک کھیل کھیلا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت محسوس بھی نہ کر سکی اور انہیں ایک نئی قوم میں تبدیل کر دیا گیا۔ نماز کے حوالے سے

لاکھوں افراد جس تحریک سے وابستہ ہو گئے آج انہیں کون بتائے کہ جس مقدس فریضے کے حوالے سے تم تبلیغی جماعت میں گئے ہو اس جماعت کے بانی نے اس فریضے کو اپنی تحریک کے مقصد سے خارج کر کے اسلام کے اس اہم فریضے کی تحقیر کی ہے۔ اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ علماء اہل سنت تبلیغی جماعت کی مخالفت کیوں کرتے ہیں۔

نئی قوم کی خصوصیات:

مولوی الیاس کاندھلوی تبلیغی جماعت کے ذریعے قوم مسلم کو جس نئی قوم میں تبدیل کرنا چاہتے تھے اس قوم کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اسلام کا محدود تصور پیش کرنا۔ ۲۔ جذبۂ جہاد کو ختم کرنا۔ ۳۔ ایک نئے مجموعہ تعلیم کو عام کرنا۔

۴۔ محبت نبی ﷺ کے جذبہ کو دلوں سے نکالنا۔ ۵۔ ایک نئے ہادی اور پیغمبر کا پیرو کار بنانا۔

۱۔ اسلام کا محدود تصور پیش کرنا:

رسول اکرم ﷺ جو نظام حیات لے کر جلوہ گر ہوئے وہ اتنا کامل اور جامع ہے کہ اس کی ہدایتوں نے زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کر لیا ہے۔

اتر کر حراء سے وہ سوئے قوم آئے
اور اک نسخۂ کیمیاء ساتھ لائے

اس کامل نظام ہائے زندگی میں نظام عبادت بھی ہے اور نظام تعلیم بھی، نظام معیشت بھی ہے اور نظام معاشرت بھی، نظام جہانبانی بھی ہے اور نظام جہاد بھی، نظام حقوق انسانی بھی ہے اور نظام عدل و مساوات بھی، نظام تجارت بھی ہے اور نظام سیاست بھی۔ غرضیکہ رسول اکرم ﷺ نے دنیا کے سامنے جو دستور حیات پیش فرمایا وہ اتنا کامل، جامع اور وسیع ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں وہ ہماری رہنمائی اور رہبری کے لئے کافی ہے۔ اب کوئی بھی تحریک اسلامی تحریک اسی وقت سمجھی جائے گی جب وہ ان تمام نظام ہائے حیات کی جامع ہو۔ مگر اسلامی تحریک کا یہ مزاج آپ کو مولوی الیاس کاندھلوی کی تحریک میں ہرگز نہ ملے گا۔ یہ تو صرف اسلام کا ایک محدود تصور پیش کر رہے ہیں۔ تعلیم، معاش، معاشرت کی کوئی ترغیب نہیں، عدل و مساوات کے قیام کے لئے حکمرانی اور جہانبانی تو گویا ان کے مزاج کے خلاف ہے اور نظام جہاد سے لرزہ براندام بلکہ اسے معاذ اللہ رب العالمین! اللہ والوں کے مزاج کے منافی سمجھا جاتا ہے کہ ہمیں قتال وجدال سے کیا مطلب ہے۔

نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کا آپ جائزہ لیجئے تو آپ کو زندگی کے کئی مقدس رخ نظر آئیں گے۔ حضور ﷺ مسجد نبوی میں امامت بھی کرتے ہوئے نظر آئیں گے اور بدر و احد ﷺ مجاہدین اسلام کی صفیں بھی درست کرتے ہوئے۔ اپنے صحابہ کے دلوں میں جذبۂ آخرت بھی پیدا کرتے ہوئے نظر آئیں گے اور میدان جہاد میں ارم یا سعد فداک ابی و امی کے مقدس لفظوں سے خدا کے دشمنوں کو تہہ تیغ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے بھی۔ غرباء و مساکین کی معاشی پریشانیوں کے ازالے کے لئے بیت المال بھی قائم کرتے ہوئے نظر آئیں گے اور دشمنان اسلام کے ناپاک منصوبوں سے آگاہی کے لئے جاسوسی پر افراد کو مامور کرتے ہوئے بھی، تعلیم و تعلم کی ترغیب دیتے ہوئے بھی نظر آئیں گے اور علم و فن کے میدان میں آگے بڑھنے کا مزاج دیتے ہوئے بھی۔ عدل و مساوات کا نظام قائم کرتے ہوئے بھی نظر آئیں گے اور ظالموں کو پابند سلاسل کرتے ہوئے بھی۔

اس کے برعکس تبلیغی جماعت اپنے مخصوص مقاصد کے حصول کے لئے اسلام کا محدود تصور پیش کر رہی ہے۔ موجودہ ترقی یافتہ دنیا اسلام کے اس محدود تصور سے نہ متاثر ہو سکتی ہے اور نہ ہی اسلام کے دامن میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کر سکتی ہے۔ دنیا کو اسلام سے متاثر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے جامع دستور حیات کو مکمل طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔

۲۔ جذبۂ جہاد کو ختم کرنا:

جیسا کہ میں نے شروع میں بتایا کہ انگریز اپنی حکومت کی بقا کے لئے مسلمانوں کو آپس میں لڑانا ضروری سمجھتے تھے تا کہ کوئی متحدہ طاقت حکومت کے لئے خطرہ نہ بن سکے۔ نیز انہیں یہ ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے علماء ہند جہاد کا فتوی دے دیں اور مسلمان جذبۂ جہاد کی بنیاد پر حریت کی خاطر حکومت کے خلاف صف آراء ہو جائیں۔ لہٰذا انہوں نے ایک ایسی تحریک کی ضرورت محسوس کی جو مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد کو سرد کر سکے اور وہ کبھی تلوار لے کر میدان میں نہ آئیں۔ چنانچہ اس حقیقت پر تاریخی شہادتیں بھی موجود ہیں کہ انگریزوں نے یہ کام "تبلیغی جماعت" سے لیا اور اسی مقصد کے تحت انہوں نے تبلیغی جماعت
مولوی الیاس کے ذریعے شروع کی اور اس کی تعمیر و ترقی کے لئے فنڈ بھی متعین کیا جو ماہ بہ ماہ تبلیغی
جماعت کے بانی تک پہنچا دیا جاتا تھا۔ انگریزوں کی جانب سے ملنے والے اس وظیفے کی تاریخی شہادت خود دیوبندی لٹریچر فراہم کرتے ہیں۔

چنانچہ مولوی طاہر احمد قاسمی دیوبندی جنہوں نے ''مکالمۃ الصدرین'' کے نام سے مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی اور مولوی حفظ الرحمن سیوہاری دیوبندی کے مکالمہ نقل کیے ہیں، اس میں ایک مقام پر مولوی [redacted]ظ الرحمن سیوہاری نے تبلیغی جماعت کو ملنے والے وظیفے کا اعتراف کرتے ہوئے کہا ہے۔

''اسی ضمن میں مولانا حفظ الرحمن صاحب نے کہا، الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو ابتدائً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہوگیا۔''
(مکالمۃ الصدرین، صفحہ ۸)

اس عبارت سے لازمی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انگریز روز اول سے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں اور ان کی دیرینہ خواہش ہے کہ مذہب اسلام صفحہ ہستی سے مٹ جائے اور صرف صلیب کی بالادستی قائم رہے اور اس مقصد کے تحت عالمگیر پیانے پر انہوں نے سازشوں کا جال بچھا رکھا ہے۔ تو اگر تبلیغی جماعت واقعی اسلامی تحریک ہے اور اسلامی تعلیمات کو عام کرنا چاہتی ہے تو انگریزوں کو ایک خالص اسلامی تحریک سے اتنی محبت کیسے ہوگئی کہ وہ اسے ماہانہ وظیفہ دے رہے ہیں۔ مولوی حفظ الرحمن سیوہاری نے جس سربستہ راز کو ظاہر کیا ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ انگریز ایک اسلامی تحریک کی تعمیر و ترقی کے لئے وظیفہ نہیں دے رہے تھے بلکہ وہ اس تحریک کے ذریعے حکومت کے تحفظ یا مفاد کے لئے کوئی بڑا کام لے رہے تھے اور مولوی الیاس کو اسی کام کا معاوضہ ادا کیا جا رہا تھا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سا کام تھا جس کا معاوضہ انگریز تبلیغی جماعت کو دے رہے تھے۔ تو وہ اہم کام یہی تھا کہ جماعت کے ذریعے مسلمانوں کے دلوں سے جہاد کا جذبہ ختم کیا جائے انگریز چاہتے تھے کہ تبلیغی جماعت مسلمانوں کو حاجی بنائے، نمازی بنائے، داڑھی ٹوپی تسبیح مصلیٰ، سب کا حامل بنائے، لیکن کسی مسلمان کو غازی نہ بنائے۔ اور منصوبہ کے عین مطابق تبلیغی جماعت نے یہ کام کیا۔ چنانچہ قرآن میں جتنی آیتیں جہاد سے متعلق ہیں یا احادیث پاک کے ذخیرے میں وہ حدیثیں جو جہاد کی ترغیب و فضیلت پر
مشتمل ہیں ان کو تبلیغی جماعت نے چلّوں پر فٹ کرنا شروع کر دیا، ان کے بس میں نہ تھا کہ وہ ان آیتوں اور حدیثوں کو دریابرد کر دیتے، اس لئے انہوں نے آیتوں اور حدیثوں کی مراد کو بدل دیا اور قرآن میں جہاں جہاں بھی اللہ کی راہ میں نکلنے کا حکم ہے اور جس سے مراد جہاد کے لئے نکلنا ہے اسے تبلیغی جماعت نے چلّے پر فٹ کر دیا اور یہ کہا کہ اللہ کی راہ میں نکلنے سے مراد تبلیغ کے لئے چلّے میں نکلنا ہے اور اسے وہی فضیلت حاصل ہوگی جو قرآن میں بیان کی گئی ہے۔ اس طرح سے تمام آیتوں اور حدیثوں کی مراد انہوں نے بدل دی اور مسلمانوں کو یہ ذہن دینا شروع کر دیا کہ فی زمانہ اللہ کی راہ میں نکلنے سے مراد چلّے ہی میں نکلنا ہے۔

واضح رہے کہ تبلیغ اور جہاد اسلام میں دو جداگانہ فریضے ہیں اور ان دونوں کی فضیلتیں قرآن وسنت میں جداگانہ بیان کی گئی ہیں اور ایک کی فضیلت کو دوسرے پر منطبق کرنا غلط ہے مگر تبلیغی جماعت آج جہاد کو پس پشت ڈال کر اس کی ساری فضیلتیں خودساختہ تبلیغ کے حوالے کر رہی ہے۔ اور اس طرح سے قرآن سنت میں معنوی تحریف کر رہی ہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بھیونڈی کے ایک بہت بڑے وہابی عالم (جو ادیب وخطیب بھی ہیں) نے میرے سامنے کہا تھا کہ میں تبلیغی جماعت سے بہت ناراض ہوں۔ جب میں نے ناراضگی کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے یہی کہا کہ ''یہ لوگ ان تمام آیتوں اور حدیثوں کو جو جہاد کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں چلّے پر فٹ کرتے ہیں۔''

بہرحال یہ اتنی واضح حقیقت ہے کہ اس کے ثبوت کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے خود بھی تبلیغی جماعت کے کارندوں سے سنا ہوگا کہ ایک چلّے میں چلو ایک جہاد کا ثواب مل جائے گا۔ ایک چلّہ لگاؤ سو شہیدوں کا ثواب مل جائے گا۔ اس طرح سے جہاد اور شہادت کا اجر وثواب حاصل کرنے کے لئے نہ گردن کٹانے کی ضرورت ہے اور نہ ہی اپنی بیوی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرنے کی۔ بس ایک چلّہ غازی کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز کر دے گا اور پھر امیر حمزہ اور مصعب بن عمیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے برابری کا دعوی کرتے پھریئے۔

یہ مزاج امت مسلمہ کے لئے بڑا خطرناک ہے جو تبلیغی جماعت روز تاسیس سے دے رہی ہے۔ قرآن وسنت کے اوراق سے تو جہاد کی ترغیب اور فضیلتیں نہ مٹائی جاسکیں لیکن ذہن مسلم سے جہاد کا تصور ختم کر دیا گیا۔ تبلیغی جماعت میں شامل افراد کا آپ جائزہ لیجئے کہ یہ لوگ کس قدر کم ہمت اور بزدل ہوتے ہیں، نہ عزم ہوتا ہے نہ حوصلہ اور نہ اپنے دفاع کی کوئی فکر اور نہ ہی باطل قوتوں کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر جینے کا حوصلہ نظر آئے گا۔ 1984ء میں بھیونڈی کے مسلمانوں پر بڑے دردناک ایام آئے تھے، نشیمن جلائے جارہے تھے، آشیانے اجاڑے جارہے تھے، عصمتیں لوٹی جارہی تھیں، بیوہ ہونے والی عورتیں اور یتیم ہونے والے بچے خاک وخون میں تڑپتی ہوئی لاشیں دیکھ کر آہ وبکا کر رہے تھے۔ لیکن تبلیغی جماعت کے کارندے مسجدوں میں بیٹھ کر دعا کر رہے تھے، اے اللہ! دشمنوں کو غارت کر دے۔ ان بزدلوں کو کون بتائے کہ دعائیں میدان کارزار میں کی جاتی ہیں اور دشمنوں کو غارت کرنے کے لئے مرد مومن کو ہتھیاروں سے لیس ہو کر میدان جہاد میں اترنا پڑتا ہے۔ اگر صرف دعائیں دشمنوں کو غارت کرنے کے لئے کافی ہوتیں تو نہ معرکۂ بدر وقوع پذیر ہوتا اور نہ احد وخندق میں صحابہ کو اپنی

عروق کا خون پیش کرنا پڑتا۔ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ در کعبہ کے سامنے دعا کرتے اور عتبہ وشیبہ اور ابوجہل غارت ہوجاتے۔ مگر تاریخ اسلام شاہد ہے کہ دشمنان اسلام کو غارت کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ کو بدر واحد و خندق میں قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑا۔ جب رحمت عالم ﷺ کے دندان پاک شہید ہوئے اور سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کا کلیجہ چبایا گیا تب اسلام کے دشمن غارت ہوئے اور اسلام کی عظمتوں کے پھریرے لہرائے۔

مگر مجاہدین اسلام کے مزاج کے برعکس تبلیغی جماعت میں یہ روح بالکل مفقود نظر آئے گی۔ امت مسلمہ پر چاہے کیسا ہی وقت آجائے مگر تبلیغی جماعت کے افراد آپ کو کبھی کسی میدان میں نظر نہیں آئیں گے۔ جہاں بھی اسلام کی خاطر جان دینے کی باری آئے گی وہاں آپ کو اہل سنت کے غیور نوجوان ہی نظر آئیں گے چاہے وہ فسادات کا موقع ہو یا سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کی اہانت آمیز تحریر پر احتجاج کا موقع ہو۔ ایسے مواقع پر تبلیغی جماعت کے کارندے اپنے آپ کو اللہ والا سمجھتے ہوئے گوشۂ عافیت میں چلے جاتے ہیں پھر مسلمان مریں کٹیں، لٹیں پٹیں، امت کا کوئی بھی دردناک حادثہ ان کو گوشۂ عافیت سے باہر نہیں نکال سکتا اس لئے کہ وہ اللہ والے ہیں۔ کیا زمانے میں جینے کا یہی انداز ہے۔

۳۔ ایک نئے مجموعہ تعلیم کو عام کرنا:

گذشتہ اوراق میں آپ پڑھ چکے کہ تبلیغی جماعت کا نصب العین نماز کی دعوت نہیں ہے بلکہ مولوی الیاس ایک نئی قوم پیدا کرنا چاہتے تھے اور قوم مسلم کو وہ ایک نئی قوم میں تبدیل کرنا چاہتے تھے اس لئے قرآن سنت کو چھوڑ کر انہوں نے ایک نئے مجموعہ تعلیم کا انتخاب کیا جو انگریزوں کے منشا کے عین مطابق تھا۔

نئی قوم، نیا مجموعہ تعلیم، نیا طریقہ تبلیغ:

چنانچہ مولوی منظور نعمانی جو تبلیغی جماعت کے معتمد عالم ہیں انہوں نے ''ملفوظات الیاس'' کے نام سے بانی تبلیغی جماعت کے ملفوظات کو جمع کیا ہے۔ تعلیم اور طریقہ تبلیغ سے متعلق ایک ملفوظ یوں نقل کرتے ہیں کہ

''ایک بار فرمایا کہ حضرت مولانا تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم

توان کی ہواور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہوجائے گی۔"
(ملفوظات الیاس صفحہ ۵۸، ملفوظ نمبر ۵۶)

اپنے تبصرے کی بجائے میں چاہوں گا کہ اس عبارت پر مفکر اسلام حضرت علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہ العالی نے جو جامع اور پر مغز تبصرہ کیا ہے وہ آپ کے سامنے پیش کروں۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ کسی بھی تبلیغی انجمن کا ڈھانچہ دو ہی حصوں پر مشتمل ہوا کرتا ہے۔ ایک تعلیم دوسرا طریقہ تبلیغ، ان دو میں سے کوئی ایک بھی اگر اسلام کی طرف منسوب ہو تو ہم بجا طور پر اس انجمن کو اسلامی انجمن کہہ سکتے ہیں۔

لیکن مولانا الیاس کے مذکورہ بالا بیان میں چونکا دینے والی خبر یہ ہے کہ ان دونوں حصوں میں سے کوئی بھی حصہ خدا اور رسول کی طرف منسوب نہیں ہے۔ تعلیم تھانوی صاحب کی ہے اور طریقہ تبلیغ خود مولانا الیاس کا ہے۔ اس بیان سے اچھی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ تبلیغی جماعت کا اصل مقصد خدا اور رسول کی تعلیمات کا پھیلانا نہیں ہے بلکہ تھانوی صاحب کی تعلیمات کو عام کرنا ہے۔

مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ تبلیغی جماعت نے یہ اپنا مقصدِ تبلیغ کیوں قرار دیا کیوں کہ مقصد تو ہر شخص اپنی ہی پسند کے مطابق معین کرتا ہے۔ دراصل اعتراض کی جگہ یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے لوگ اپنے اس مقصد کو چھپاتے کیوں ہیں۔ وہ برملا کیوں نہیں کہتے کہ ہم مولانا تھانوی کی تعلیمات کو عام کرنے اٹھے ہیں۔ جو ان کی تعلیمات سے ہمدردی رکھتا ہو وہ ہمارے ساتھ آجائے۔

لیکن یہ کتنا بڑا فریب ہے کہ مقصد تو یہ ہے اور مسلمانوں کے سامنے آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم خدا اور رسول کا دین پھیلانے نکلے ہیں۔ جس جماعت کے تبلیغی نقل وحرکت کی ابتداء ہی جھوٹ سے ہوتی ہو سمجھ لیجئے کہ اس کی انتہا کس چیز پر ہوگی۔ جو میر کارواں پہلے ہی قدم پر دھوکہ دے گیا اس سے یہ توقع رکھی جاسکتی ہے کہ وہ سلامتی کے ساتھ منزلِ مقصود تک اپنے قافلے کو پہنچا دے گا۔

مذکورہ ملفوظ میں "طریقہ تبلیغ تو میرا ہو" کہہ کر جس نئے طریقہ تبلیغ کا ذکر کیا گیا ہے وہ نہ رسول اکرم ﷺ کا ہے اور نہ صحابہ واسلاف کا بلکہ ایک نو ایجاد طریقہ تبلیغ ہے۔ اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے کہ تبلیغی جماعت کے بانی قرآن سنت کی تعلیمات کی بجائے تھانوی صاحب کی تعلیمات کو عام کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے جو طریقہ رسول اکرم ﷺ اور اسلاف نے اختیار کیا تھا اسے ترک کرتے ہوئے نئے مجوعہ تعلیم کو عام کرنے کے لئے نیا طریقہ تبلیغ اختیار کرنے کی ضرورت پیش آئی اور بقول مولوی الیاس کاندھلوی یہ طریقہ تبلیغ ان کو خواب میں بتایا گیا۔ چنانچہ ملفوظات الیاس میں مولوی منظور نعمانی

ایک ملفوظ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''فرمایا آج کل خواب میں مجھ پر علوم صحیحہ کا القاء ہوتا ہے، اس لئے کوشش کرو کہ مجھے نیند زیادہ آئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس تبلیغ کا طریقہ مجھ پر خواب میں منکشف ہو۔''

(ملفوظات الیاس صفحہ ۵۱، ملفوظ ۵۰)

بھولے بھالے مسلمانوں پر اپنی بزرگی اور شخصیت کا سحر طاری کرنے کا کتنا نرالہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ اسی طرح تھانوی صاحب کی موت کے بعد مولوی الیاس نے جو تعزیتی مضمون تبلیغی جماعت کے کارندوں میں پھیلایا اس میں بھی جماعت کے مقصد کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ مولوی منظور نعمانی ایک ملفوظ کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

''جن حضرات کا حلقۂ محبت وتعلق اتنا وسیع ہو جتنا کہ ہمارے حضرت تھانوی قدس سرہ کا تھا۔ چاہیئے کہ ان کی تعزیت عامہ کی فکر کی جائے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اس وقت حضرت کے تمام تعلق رکھنے والوں کی تعزیت کی جائے اور خاص طور سے یہ مضمون آج کل پھیلایا جائے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق بڑھانے، حضرت کی برکات سے استفادہ کرنے اور ساتھ ہی حضرت کی ترقیٔ درجات کی کوششوں میں حصہ لینے اور حضرت کی روح کی مسرتوں کو بڑھانے کا سب سے اعلیٰ اور محکم ذریعہ یہ ہے کہ حضرت کی تعلیمات حقہ اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے۔''

(ملفوظات الیاس صفحہ ۶۹، ملفوظ ۷۵)

اے رسول اکرم ﷺ کے وفادار غلاموں! تم اپنے آقا ﷺ کو خوش کرنے کی خاطر کیوں نہیں ان کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے سر سے کفن باندھ کر اپنے گھروں سے نکلتے۔ دیکھو! لوگ ایک مولوی کی روح کو خوش کرنے کی خاطر اس کی تعلیمات کو عام کر رہے ہیں اور اس راہ میں کتنی قربانی دے رہے ہیں۔

۴۔ محبت نبی ﷺ دلوں سے نکالنا:

پیغمبر اسلام ﷺ کی محبت مدار ایمان اور جان ایمان ہے۔ بغیر محبت نبی ﷺ کے کوئی مومن نہیں ہوسکتا، اس باب میں حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین۔ (رواہ

بخاری و مسلم)
تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے باپ سے زیادہ، اپنی اولاد سے زیادہ اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے۔

صحابہ کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کیجئے تو معلوم ہوگا ہر صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں سرشار تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر جان دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے۔ ادب واحترام کا یہ حال تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں صحابہ بلند آواز سے گفتگو نہ کرتے، ساتھ چلنے کا اتفاق ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے نہ چلتے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرماتے تو آب وضو کا ایک قطرہ بھی صحابہ زمین پر نہ گرنے دیتے بلکہ اسے اپنے ہاتھوں میں لے کر کوئی سینے پر ملتا تو کوئی آنکھوں میں لگاتا، تو کوئی چہرے کا غازہ بناتا، اور کوئی زخم و درد کی جگہ پر بہ نیت شفا لگاتا۔ اسی طرح جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گیسوئے مبارک ترشواتے تو ایک بھی موئے مبارک ضائع نہ ہونے پاتا بلکہ صحابہ اسے محفوظ کرنے کے لئے بے چین نظر آتے اور جسے ایک موئے مبارک مل جاتا وہ اسے دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھتا۔

اسی طرح صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں اشعار اور قصیدے لکھتے اور حاضر بارگاہ ہو کر سناتے۔ متعدد صحابہ بارگاہ رسالت کے مقبول شاعر تھے۔ خصوصاً حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کثرت سے اشعار لکھتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے ایک منبر بنوایا تھا جس پر کھڑے ہو کر حضرت حسان رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی کرتے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے ان لفظوں میں دعا فرماتے۔ **ان اللہ یؤید حسان بروح القدس**۔ بے شک اللہ جبریل امین کے ذریعے حسان کی تائید فرماتا ہے
۔

مگر اس کے برعکس آپ تبلیغی جماعت میں شامل افراد کا جائزہ لیجئے تو آپ واضح طور پر محسوس کریں گے کہ ان کے دلوں سے محبت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جذبہ سرد کر دیا گیا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے باقاعدہ اپنی کتابوں میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کی ہیں اور جن پر گستاخیوں کی بنیاد پر علمائے عرب و عجم نے کفر کا فتوی صادر فرمایا ہے وہی تبلیغی جماعت کے بزرگ سمجھے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر وہ عمل جو محبت نبی میں اضافہ کا ذریعہ ہو اسے تبلیغی جماعت کے افراد بدعت قرار دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ نعت پاک جس کا پڑھنا صحابہ کی سنت ہے آج اس سنت کو تبلیغی جماعت نے ترک کر دیا ہے، صرف اس لئے کہ نعت پاک محبت نبی میں اضافہ کا ایک اعلیٰ ترین ذریعہ ہے۔ اہل محبت اپنے ہر جلسے کو نعتوں سے آراستہ کرتے ہیں اور چند گھنٹوں پر مشتمل اپنے جلسوں میں نا معلوم کتنی نعتیں پڑھ کر اپنے آقا کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ مگر تبلیغی جماعت کے اجتماع کا حال یہ

ہے کہ دو دو اور تین تین روز کے اجتماع میں ایک نعت پاک بھی نہیں پڑھی جاتی۔

اس کی وجہ کیا ہے، آپ جانتے ہیں؟ دراصل تبلیغی جماعت جس شخص کی تعلیمات کو عام کرنا چاہتی ہے اس کے مجموعہ تعلیم میں سرے سے عشق رسول ﷺ کا باب ہی نہیں ہے۔ گذشتہ اوراق میں آپ نے پڑھا تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس، مولوی اشرف علی تھانوی کی تعلیمات کو عام کرنا چاہتے تھے۔ لہٰذا اس سلسلے میں ان کا کیا حال تھا ملاحظہ فرمایئے۔

ایک مرتبہ دارالعلوم دیوبند کے جلسہ دستار بندی میں مولوی اشرف علی تھانوی بھی موجود تھے اور سامعین کی اچھی خاصی تعداد بھی، تعداد کی کثرت دیکھ کر ذمہ داران دارالعلوم کو اپنی پوزیشن صاف کرنے کا خیال آیا۔ چنانچہ اس کے لئے انہوں نے ایک خاص موضوع پر تھانوی صاحب سے خطاب کی درخواست کی۔ مگر تھانوی صاحب نے انکار کر دیا۔ کس الزام کے ازالہ کے لئے کس موضوع کا انتخاب کیا گیا اور تھانوی صاحب نے کیوں انکار کر دیا، اس کی تفصیل تھانوی صاحب کے سوانح نگار عزیز الحسن گوری کی زبانی سنیئے۔ اشرف السوانح میں اس کی تفصیل یوں بیان کی گئی ہے۔

"دارالعلوم دیوبند کے بڑے جلسہ دستار بندی میں بعض حضرات اکابر نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جماعت کی مصلحت کے لئے حضور سرور عالم ﷺ کے فضائل بیان کیے جائیں تا کہ اپنے مجمع پر جو وہابیت کا شبہ ہے وہ دور ہو یہ موقع بھی اچھا ہے، کیونکہ اس وقت مختلف طبقات کے لوگ موجود ہیں۔ حضرت والا نے بہ ادب عرض کیا کہ اس کے لئے روایات کی ضرورت ہے اور وہ روایات مجھ کو مستحضر (یاد) نہیں۔"

(اشرف السوانح، جلد ۱، صفحہ ۷۶)

معاذ اللہ رب العالمین! کس قدر تیرہ بختی ہے کہ فضائل نبی دنیا و عقبیٰ کی سرفرازی اور حصول خیر برکت کے لئے نہیں بلکہ جماعت کی مصلحت کے لئے بیان کیے جائیں اور پھر شومی قسمت کہ جماعتی مصلحت کے لئے بھی فضائل نبی ﷺ بیان کرنے کا موقع ملا تو نہ کر سکے۔ وجہ کیا تھی کہ تھانوی صاحب کو فضائل نبی ﷺ پر مشتمل روایتیں یاد نہ تھیں۔ اب آپ خود سوچیئے کہ جس شخص کو اہل عشق کے سب سے دلچسپ اور ایمان افروز موضوع سے متعلق چند روایات بھی یاد نہ ہو کہ وہ کھڑے ہو کر عوام کے سامنے الزام وہابیت کے دفع کے لئے بیان کر سکے۔ اس کی تعلیمات کو عام کرنے سے مسلمانوں کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔

تھانوی صاحب کی عملی حالت:

مولوی الیاس کاندھلوی تبلیغی جماعت کے ذریعہ جس شخص کی تعلیمات کو عام کرنا چاہتے ہیں خود اس کے تقویٰ کا حال ملاحظہ فرمائیں۔ تھانوی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ "کمالات اشرفیہ" کے مرتب مولوی الیاس الہ آبادی تھانوی صاحب کا ایک ملفوظ یوں نقل کرتے ہیں۔

فرمایا کہ "دعوت وہدیہ میں حلال وحرام کو زیادہ نہیں دیکھتا کیونکہ میں متقی نہیں۔"

(کمالات اشرفیہ، ص378، ادارہ تالیفات اشرفیہ، تھانہ بھون)

دیکھ رہے ہیں آپ! تھانوی صاحب کو نہ حلال کی فکر ہے نہ حرام کی، جہاں دعوت ملی کھالیا اور جو ہدیہ لاکر دیا لے لیا اور وجہ یہ بیان کررہے ہیں کہ میں متقی نہیں ہوں، جس کی عملی حالت یہ ہو اس کی تعلیمات کو مولوی الیاس تبلیغی جماعت کے ذریعہ کیوں عام کرنا چاہتے ہیں، ہم آج تک سمجھ نہ سکے۔

تبلیغی جماعت سے علماء اہل سنت کے اختلاف کی بس یہی وجوہات ہیں۔ آج بھی اگر تبلیغی جماعت اپنی اصلاح کرلے اور تھانوی صاحب کی تعلیمات کی بجائے قرآن وسنت کی تعلیمات اور عقائد کو عام کرنا اپنا مقصد بنالے تو اختلاف کی خلیج پٹ سکتی ہے۔ اور اتحاد کی فضا قائم ہوسکتی ہے۔ اس لئے کہ تبلیغی جماعت جس شخص کی تعلیمات کو عام کرنا چاہتی ہے علماء اہل سنت کے نزدیک جہاں وہ شخص توہین رسالت کا مرتکب ہے وہیں وہ انگریزوں کا وفادار بھی تھا اور تبلیغی جماعت ہی کی طرح اسے بھی انگریز ماہ بہ ماہ وظیفہ دیتے تھے۔ جس سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ انگریزوں نے جس مقصد کے تحت تبلیغی جماعت کو قائم کیا تھا اسی مقصد کی خاطر ایک قلم کا سودا کیا گیا جو تبلیغی جماعت کے ذریعہ پیدا ہونے والی نئی قوم کو نیا مجموعہ تعلیم فراہم کرسکے۔ یہ کوئی الزام نہیں ہے، بلکہ اس تاریخی حقیقت کا ثبوت بھی دیوبندی لٹریچر ہی فراہم کرتے ہیں، اگر دیوبندی لٹریچر میں یہ راز فاش نہ کیا گیا ہوتا تو ہمیں پتہ بھی نہ چلتا کہ تھانوی صاحب انگریزوں کے وفادار اور وظیفہ خوار ہیں۔

تھانوی صاحب کی خدمت میں انگریزوں کا نذرانہ:

چنانچہ مکالمۃ الصدرین ہی کے اوراق تھانوی صاحب کے وظیفہ کا بھی ثبوت پیش کرتے ہیں۔ مکالمۃ الصدرین کے مرتب مولوی طاہر احمد قاسمی، تھانوی صاحب کے وظیفہ کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں۔

"دیکھئے، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ اور پیشوا تھے، ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ ان کو چھ سو (600 روپے) ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔" (مکالمۃ الصدرین، صفحہ ۱۰،۱۱)

ایک اور شکایت:

گذشتہ سطور سے آپ پر یہ حقیقت واضح ہوگئی ہوگی کہ تبلیغی جماعت کا مقصد قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرنا نہیں ہے بلکہ مولانا اشرف علی تھانوی کی تعلیمات کو عام کرنا ہے۔ ہوسکتا ہے یہاں کوئی اس تاویل سے کام لے کہ چونکہ تھانوی صاحب کی کتابوں میں جو تعلیمات ہیں وہ قرآن وسنت ہی سے ماخوذ ہیں اس لئے تھانوی صاحب کی تعلیمات کو عام کرنا قرآن وسنت ہی کی تعلیمات کو عام کرنا ہے، اور اس کی طرف دعوت دینا قرآن و سنت ہی کی طرف دعوت دینا ہے۔ لیکن آپ کو یہ حقیقت بھی معلوم ہونی چاہیئے کہ تھانوی صاحب کی کتابوں میں یا ان کی تعلیمات کے مجموعہ میں ایسی باتیں بھی کثرت سے موجود ہیں جسے بے حیائی اور فحاشی کے سوا کوئی نام نہیں دیا جاسکتا۔ کیا تصانیف کے اس حصہ کو بھی آپ قرآن وسنت سے ماخوذ قرار دیں گے، شاید یہ حقیقت آپ کے لئے ناقابل یقین ہو کہ تھانوی صاحب اتنے بڑے عالم دین تھے، حکیم الامت تھے، بھلا ان کی کتابوں میں بے حیائی اور فحاشی کی کیا گنجائش ہوسکتی ہے۔ لیکن تھانوی صاحب کی کتابوں کی طرف مراجعت کے بعد دنیا کو یہ حقیقت بھی تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ قرآن وسنت کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ تھانوی صاحب کی کتابوں میں ایسا مواد بھی ہے جس کی قرآن وسنت سے نفی ہوتی ہے اور 'الحیاء شعبة من الایمان' جیسے قانون کا خون ہوتا نظر آتا ہے۔ یوں تو تھانوی صاحب کے ملفوظات اور ان کی سوانح عمری میں بے شمار فحش باتیں، اخلاق سے گری ہوئی حرکتیں بیان کی گئی ہیں۔ لیکن یہاں اس تفصیل کا موقع نہیں ہے۔ آپ کے گھر میں اگر تھانوی صاحب کی بہشتی زیور ہو تو اس کا "باب العلاج" کا مطالعہ فرمالیں۔ اس میں تھانوی صاحب نے مردانہ کمزوریوں کا ذکر جس تفصیل کے ساتھ کیا ہے اس سے آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ تھانوی صاحب کس ذوق کے حامل تھے اور آپ خود محسوس کریں گے کہ جب ایک کتاب عورتوں کے لئے لکھی گئی ہے تو اس میں اس نوعیت کی تفصیل کی کیا ضرورت تھی؟

تھانوی صاحب کی دوسری شادی کی داستان:

یہاں ہم صرف یہ بتانا چاہیں گے کہ تبلیغی جماعت نے جس شخص کی تعلیمات کو عام کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے خود اس کے علاقہ میں انہیں لوگ کس نظر سے دیکھتے تھے۔

کہتے ہیں کہ ایک بچی تھانوی صاحب کے پاس پڑھتی تھی جب وہ عنفوانِ شباب کی منزل میں پہنچی تو تھانوی صاحب سے مرید ہوگئی۔ اس کے بعد کیا حالات پیش آئے خدا ہی کو معلوم ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ تھانوی صاحب نے اپنی پہلی بیوی کی موجودگی میں اس سے نکاح کرلیا۔ جیسے ہی تھانہ بھون کے لوگوں کو یہ معلوم ہوا، پورے علاقہ میں ایک آگ سی لگ گئی اور لوگ طرح طرح کی باتیں کرنے لگے اور بہت دنوں تک یہ قصہ عوام وخواص کے درمیان موضوع سخن بنا رہا۔

اصلاح انقلاب نامی اپنی ایک کتاب کے ایک رسالے ''الخطوب المذیبہ'' میں تھانوی صاحب نے ان باتوں کا ذکر کیا ہے جو عموماً تھانہ بھون کی عورتوں کی زبانوں پر تھیں۔

> ''ہائے ہائے! بیٹی بیٹی کہا کرتے تھے۔ جورُو بنا کر بیٹھ گئے۔ ہائے اُستاد ہو کر شاگردنی کو کر بیٹھے۔ اور مریدنی بھی تو تھی۔ پیر اور باپ میں کیا فرق ہوتا ہے؟ معلوم ہوتا ہے پہلے سے سازباز رہا ہوگا۔''
>
> (الخطوب المذیبہ، ص۶)

لیکن ان سب حقائق کے ہوتے ہوئے بھی تبلیغی جماعت، تھانوی صاحب ہی کی تعلیمات کو عام کرنا چاہتی ہے۔ کاش تبلیغی جماعت، اللہ ورسول ﷺ کی تعلیمات کو عام کرنا اپنا نصب العین بنالے تو مخالفت کا ایک بہت بڑا طوفان تھم جائے۔

لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ:

علماء دیوبند اور تبلیغی جماعت کے ذمہ داروں کے نزدیک تھانوی صاحب کا صرف یہی رتبہ نہیں ہے کہ ان کی تعلیمات کو عام کیا جائے بلکہ اگر کوئی تھانوی صاحب کا کلمہ بھی پڑھ لے تو وہ خارج اسلام نہیں ہوگا بلکہ دیوبندی مذہب میں اس کفر صریح کی باقاعدہ حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، اور تھانوی صاحب کا کلمہ پڑھنے والے کو تسلی دی جاتی ہے۔ اگر آپ کو یقین نہ آرہا ہو تو لیجئے اس امر کا ناقابل تردید ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

تھانوی صاحب کی خانقاہ سے ان کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی نسبت سے ''الامداد'' نام کا ایک ماہنامہ نکلتا تھا۔ ۱۳۳۵ھ صفر کے ماہنامہ میں ایک مرید کا واقعہ یوں لکھا ہوا ہے۔

(سوجانے کے) کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ

رَسُوْلُ اللّٰہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (تھانوی صاحب) کا نام لیتا ہوں
اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا
چاہیئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن
زبان سے بے ساختہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے بجائے اشرف علی نکل جاتا ہے
حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا
ہے۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا۔ لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی
بدستور تھا لیکن حالتِ خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ
شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے
اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر
کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ
کہتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَ مَوْلَانَا اشرف علی۔

حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔"

یہ تھا مرید کا حال کہ تھانوی صاحب کا کلمہ پڑھ رہا ہے اور زبان کے بے قابو ہونے کا عذر پیش کر رہا ہے لیکن اس واقعہ کا سب سے عبرت ناک تماشہ تو یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ تھانوی صاحب اس صریح کلمہ کفر پر اپنے مرید کو تجدید ایمان کی تلقین کرتے اور توبہ کرواتے۔ یہ حوصلہ افزا جواب لکھ کر بھیجتے ہیں۔

"جواب۔ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہٖ تعالیٰ متبع سنّت ہے۔"

(۱۳۳۵ھ صفر المظفر کے رسالہ الامداد ص ۳۵ ہے)

استغفر اللہ! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، دیکھ رہے ہیں آپ! یہ ہے تھانوی صاحب کی تعلیم۔
خواب میں جو کچھ ہوا اس پر کوئی گرفت نہیں کی جا سکتی لیکن بیدار ہونے کے بعد بھی مرید تھانوی صاحب ہی کا کلمہ پڑھ رہا ہے اور پھر درود بھی پڑھا تو محمد عربی ﷺ کا نام لینے کے بجائے تھانوی صاحب کا نام لیتا ہے۔ زندگی کی توانائی میں جبکہ ہوش و حواس سلامت ہیں تو زبان کے بے قابو ہونے کا عذر پیش کر کے تھانوی صاحب کا کلمہ پڑھا جا رہا ہے۔ موت کے اضطراب میں جبکہ شیطان بھی صلب ایمان کی کوشش میں ہوگا، اسوقت تھانوی صاحب کے

مریدوں کو صحیح کلمہ پڑھنے کی توفیق کیسے ہوسکتی ہے۔

رسول عربی کے دیوانو! کیا اس میں کوئی شک ہے کہ اس طرح سے کلمہ اور درود پڑھنا کفر ہے؟ اس طرح سے مرید کلمہ اور درود پڑھ کر کافر و مرتد ہوگیا اور جب اس نے خط لکھ کر اپنے شیخ تھانوی صاحب کو حقیقت حال سے آگاہ کیا تو کیا تھانوی صاحب کی ذمہ داری نہ تھی کہ وہ اس سے توبہ کرواتے، تجدید ایمان کی تلقین کرتے کہ اس طرح سے تو میرا کلمہ پڑھ کر کافر و مرتد ہوگیا، اسلام کے دائرے سے خارج ہوگیا۔لیکن تھانوی صاحب نے ایک سطر کے جواب میں اس کفر پر تسلی دے کر جس طرح سے مرید کی حوصلہ افزائی کی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے مجموعہ تعلیم میں خود ان کا کلمہ پڑھنے کی بھی گنجائش موجود ہے۔اب آپ ہی انصاف سے بتایئے کہ تبلیغی جماعت تھانوی صاحب کی تعلیمات کو عام کر کے امت کو کہاں لے جارہی ہے۔

تبلیغی جماعت کے امیر انعام الحسن کا جادوگر کے سامنے برہنہ ہوجانا:

تقریباً پندرہ بیس سال ہوگئے سعودی عرب کے نجدی علماء نے تبلیغی جماعت اور علماء دیوبند کو اپنے قبیلہ سے بائیکاٹ کر کے نکال دیا، کسی زمانہ میں علماء دیوبند اور تبلیغی جماعت، نجدی علماء کے نزدیک موحد اور پسندیدہ تھی،لیکن ہند و پاک کے بعض غیر مقلد مولویوں نے علماء دیوبند کی کتابوں اور تبلیغی نصاب سے کچھ ایسا مواد نکال کر عربی میں ترجمہ کر کے سعودی عرب کے علماء کے سامنے رکھ دیا جس کی بنیاد پر سعودی عرب کے نجدی علماء، دیوبندی علماء اور تبلیغی جماعت سے ناراض ہوگئے۔اور اس مواد کے پیش کرنے سے پہلے تک وہ علماء دیوبند کو موحد اور سلفی العقیدہ سمجھتے تھے،لیکن اس مواد نے ان کی سوچ وفکر کو بدل کر رکھ دیا۔اور اب علماء نجد نے دیوبندیوں کو بھی قبر پرست، گمراہ، گمراہ گر،قرار دے دیا۔اور تبلیغی جماعت پر پابندی لگادی۔صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اب سعودی عرب کے علماء کی طرف سے تبلیغی جماعت اور علماء دیوبند کے خلاف کئی کتابیں بھی منظر عام پر آگئی ہیں۔اور قلم وقرطاس کے ذریعہ تبلیغی جماعت کی گمراہیوں کو عام کرنے کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔

مشہور سلفی مفتی حمود بن عبداللہ التویجری نے ''القول البلیغ فی التحذیر من جماعة التبلیغ'' کے نام سے ۳۵۰ رصفحات پر مشتمل ایک کتاب تبلیغی جماعت کے خلاف لکھی جو دار الصمیعی، ریاض، سعودی عرب سے شائع ہوچکی ہے۔یوں تو اس کتاب میں علماء دیوبند اور تبلیغی جماعت کے بے شمار باطل عقائد ونظریات اور

گمراہیوں کا ذکر کیا گیا ہے، لیکن ایک واقعہ نے ہمیں حیرت میں ڈال دیا۔

حمود بن عبداللہ التویجری لکھتے ہیں کہ تبلیغی جماعت کے امیر انعام الحسن کو ایک دفعہ شک ہوا کہ ان کے اوپر کسی نے جادو کر دیا ہے تو انہوں نے ایک بنگالی جادوگر کو دکھایا اور پھر اس بنگالی جادوگر نے انعام الحسن کا علاج کیا۔ واقعہ کی پوری تفصیل شیخ التویجری کی زبانی سماعت فرمائیں۔

''فقد جاء ني جميل الياس ابن الشيخ منير الدين ومعه شير محمد الأ ميني الهنديان، وذكر لي جميل الياس قصة ملخصها: أن الشيخ انعام الحسن أمير جماعة التبليغ قد شكَّ أنه مسحور، وقد عالجه أحد تلاميذ جميل من البنجاليين، وكان الشيخ انعام لا يعرف أنه تلميذ جميل الياس، وبدأت قصة العلاج هٰكذا:

قال البنجالي لانعام الحسن: اخلع جميع ما عليک من اللباس وابقَ كما خرجت من بطن أمک!

وكان في غرفة، وحوله ستارة مربعة، وفي أركان الغرفة أزيار فخارية فيها ماء، فدس في كل زِيْر مادة لونها أحمر عند تحريكها تصبغ، وفي كل زِير شجرة مَوْز۔

فقال البنجالي للشيخ انعام: سأقرأ ثم أنفخ عليک، وعندما تحس بنفخي، اقطع أشجار الموز واحدة بعد الأخرى۔

وبعد القرائة والنفخ رُفعت الستارة، وعمل ما طلب منه البنجالي من قطع الأشجار، وظن الشيخ أن الماء احمرَّ من خروج السحر من جسده الى الأزيار، وظن أنه قد برأ من السحر، وأخبر أصحابه وأحبابه وأصدقاءه ففرحوا بذلک وهنؤوه۔

وبعده قال البنجالي للشيخ: ان السحر يمكن أن يعود اليک في أي وقت، وأريد أن أصدَّه عنک الى الأبد بتعاويذ تكون معک دائماً لا تفارقک۔"

(القول البليغ فی التحذير من جماعة التبليغ،

ریاض سعودی عرب، ص ۳۹)

ترجمہ: میرے پاس دو ہندوستانی، جمیل الیاس ابن شیخ منیر الدین اور شیر محمد امینی آئے۔ جمیل الیاس نے مجھ سے قصہ بیان کیا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے امیر انعام الحسن کو شک ہوا کہ مجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ اور اس نے جمیل کے شاگردوں میں سے کسی بنگالی

(جادوگر) سے علاج کروایا۔ شیخ انعام الحسن، جمیل کے شاگرد کو نہیں جانتے تھے، اور علاج کا قصہ اس طرح بیان کیا کہ بنگالی جادوگر نے انعام الحسن سے کہا اپنے جسم کا پورا کپڑا اُتار دو اور اس طرح سے برہنہ ہو جاؤ جس طرح سے تم اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت تھے۔

وہ بنگالی ایک کمرے میں تھا اور اس کے گرد پردے تھے اور کمرے کے ستونوں میں مٹی کے مٹکے تھے، ان میں پانی تھا اس میں سے ایک مٹکے میں سرخ رنگ کا مادہ تھا، اور ہر ایک مٹکے میں ایک کیلے کا پودا رکھا۔ پھر بنگالی نے انعام الحسن سے کہا کہ میں پڑھوں گا اور تم پر دم کروں گا، جب تم میرے دم کو محسوس کر و تو کیلے کا پودا ایک کے بعد ایک کاٹ دینا۔ پڑھنے اور دم کرنے کے بعد پردہ اٹھ گیا۔ اور انعام الحسن نے ویسا ہی کیا جیسا کہ بنگالی نے انہیں حکم دیا تھا، یعنی درختوں کو کاٹنے کا، اور انعام الحسن نے گمان کیا کہ پانی سرخ ہو گیا ہے، ان کے جسم سے جادو کے نکلنے کی وجہ سے اور یہ بھی گمان کیا کہ جادو کے نکلنے سے وہ صحتیاب ہو گئے۔ اور اپنی صحت یابی کی اپنے احباب اور دوستوں کو خوشخبری سنائی تو وہ اس پر خوش ہوئے اور انہوں نے ان کی صحت یابی پر ان کو مبارکباد دی۔ لیکن علاج کے بعد بنگالی نے انعام الحسن سے کہا کہ پھر کبھی کسی وقت جادو تم پر لوٹ سکتا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ایک تعویذ کے ذریعہ اس کی روک تھام کروں۔ یہ تعویذ تم ہمیشہ اپنے پاس رکھنا اور کبھی جدا نہ کرنا۔

معاذ اللہ رب العالمین! دیکھ رہے ہیں آپ؟ تبلیغی جماعت کے امیر انعام الحسن، جادوگر کے سامنے کس طرح سے جسم کا ایک ایک کپڑا اتار کر برہنہ ہو جاتے ہیں۔ کیا ایک باحیا مسلمان اسے ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت کر سکتا ہے؟ پھر انعام الحسن صاحب تو ایک مسلمان ہی نہیں بلکہ عالم تھے، تبلیغی جماعت کے امیر تھے، اصلاح امت کے دعوی دار تھے، آخر اُن میں اتنی بھی اسلامی اسپرٹ نہ تھی کہ وہ جادوگر کے سامنے برہنہ ہونے سے انکار کر دیتے کہ یہ حرام و ناجائز ہے اور میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔

۵۔ ایک نئے ہادی اور پیغمبر کا پیروکار بنانا

تبلیغی جماعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی دعوت کیوں نہیں دیتی؟

برصغیر کے مسلمان اپنی لاعلمی کی بنیاد پر آج تک یہی سمجھتے ہیں کہ تبلیغی جماعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی دعوت دیتی ہے۔ لیکن دیوبندی لٹریچر سے ایک اور حقیقت میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں، جس

سے آپ پر ''سکتے'' کی کیفیت طاری ہوجائے گی۔ تبلیغی جماعت اور علماء دیوبند کا عقیدہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں اگر ہدایت ونجات مل سکتی ہے تو رسول اکرم ﷺ کی اتباع سے نہیں بلکہ مولانا رشید احمد گنگوہی کی اتباع سے، اس بات پر بھی آپ کو یقین نہیں آرہا ہوگا۔ بات ہے بھی اتنی خطرناک کہ کوئی مسلمان اسے آسانی سے تسلیم نہیں کرسکتا۔ لیکن کیا کیجئے دیوبندی لٹریچر نے اس عقیدہ کو بھی اتنے واضح لفظوں میں بیان کردیا ہے کہ تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

اس سے پہلے کہ میں حوالہ کے ساتھ یہ ایمان سوز عقیدہ آپ کے سامنے بیان کروں، مناسب ہوگا کہ مولانا رشید احمد گنگوہی کا دیوبندی مذہب میں جو مقام ومرتبہ ہے وہ بیان کردوں۔

علماء دیوبند کے نزدیک مولانا رشید احمد گنگوہی کا جو مقام ومرتبہ ہے اس کا اندازہ کرنے کے لئے ان کی سوانح عمری ''تذکرۃ الرشید'' کا مطالعہ کافی ہوگا، جس میں انہیں بڑے بڑے القاب سے نوازا گیا ہے اور غیب دانی، کشف، کبریائی تصرفات کے سینکڑوں واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

''تذکرۃ الرشید'' کے مصنف مولانا عاشق الٰہی میرٹھی نے سوانح کے شروع میں گنگوہی صاحب کے نام کے ساتھ القابات کی جو قطار لگائی ہے اسے ذرا ملاحظہ فرمائیں۔

''قطب العالم قدوۃ العلماء غوث الاعظم اسوۃ الفقہاء جامع الفضائل والفواضل العلیۃ مستجمع الصفات والخصائل البہیۃ السنیۃ حامی دین مبین مجدد زمان وسیلتنا الی اللہ الصمد الذی لم یلد ولم یولد شیخ المشائخ مولانا الحافظ الحاج المولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہ العزیز۔''

(تذکرۃ الرشید، جلد ۱، ص ۱)

دیکھا آپ نے فضل وبزرگی کا کوئی ٹائٹل ایسا نہیں ہے جسے گنگوہی صاحب کے نام کے ساتھ نہ لگادیا گیا ہو، اس سے آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ گنگوہی صاحب کا کیا مقام ومرتبہ ہے، اسی طرح سے تبلیغی جماعت کا نصاب ''تبلیغی نصاب'' اور ''فضائل اعمال'' میں بھی مولوی زکریا کاندھلوی نے گنگوہی صاحب کو ایک ولی، بزرگ اور مقتدا وپیشوا کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور جگہ جگہ ان کا ذکر کیا ہے۔

گنگوہی صاحب کے اس مختصر سے تعارف کے بعد اب اس حقیقت کو ملاحظہ فرمایئے جس سے آپ کو دیوبندی مذہب میں ایک نئے ہادی اور پیغمبر کی آمد کا علم ہوجائے گا۔

''تذکرۃ الرشید'' کے مصنف عاشق الٰہی میرٹھی، مولانا رشید احمد گنگوہی کا اپنا دعویٰ یوں نقل کرتے ہیں۔

'' سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس

زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر"

(تذکرۃ الرشید، جلد ۲، ص ۱۷)

معاذ اللہ رب العالمین! دیکھ رہے ہیں آپ! کتنی وضاحت کے ساتھ گنگوہی صاحب اپنی اتباع کی دعوت دے رہے ہیں اور صرف دعوت ہی نہیں دے رہے ہیں بلکہ اس زمانے میں ہدایت ونجات کو صرف اور صرف اپنی اتباع پر موقوف بتا رہے ہیں۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانو! بتاؤ کیا اس سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہو رہی ہے۔ چودہ سو سالوں سے مسلمان پیغمبر عرب کی اتباع کر رہے ہیں اور ہدایت ونجات حاصل کر رہے ہیں۔ لیکن اب گنگوہی صاحب کے دعوی کے مطابق اس زمانہ میں حضور کی اتباع کافی نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والا اس زمانہ میں ہدایت ونجات نہیں پا سکتا۔ گنگوہی صاحب کے اس دعوی کی بنیاد پر چند سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

- کیا اس زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کافی نہیں ہے؟
- کیا اس زمانے میں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جائے تو ہدایت ونجات نہیں ملے گی؟
- اس زمانے میں اگر کوئی یہودی، عیسائی، کافر، مشرک ایمان لائے تو وہ پیغمبر عرب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے گا یا رشید احمد گنگوہی کی؟

اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے گا تو بقول گنگوہی صاحب کے نہ اسے نجات ملے گی نہ ہدایت۔ اسلئے کہ گنگوہی صاحب نے ہدایت ونجات کو اپنی اتباع پر موقوف کر دیا ہے۔

- چودہ سو سالوں سے مسلمان، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اتباع کو ہدایت ونجات کا ذریعہ سمجھتے رہے ہیں اور قرآن نے بھی ہدایت ونجات کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی دعوت دی اور قیامت تک انہیں کی اتباع کو ہدایت ونجات کا باعث بتایا۔ اب یہ ثابت کرنا تبلیغی جماعت اور علماء دیوبند کی ذمہ داری ہے کہ قرآن کی وہ ساری آیتیں کب منسوخ ہو گئیں جس میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی دعوت دی گئی ہے؟
- آسمان سے وہ وحی کب نازل ہوئی جس میں مولانا رشید احمد گنگوہی کو یہ منصب تفویض کیا گیا کہ تم انسانوں کو ہدایت ونجات کے لئے اپنی اتباع کی دعوت دو؟

واضح رہے کہ گنگوہی صاحب کے اس فرمان پر سعودی عرب کے شیخ التویجری نے بھی "القول البليغ في التحذير من جماعت التبليغ" میں بڑا احتجاج کیا ہے اور اسے منصب نبوت کی طرف پیش قدمی سے تعبیر کیا ہے کہ یہ صرف اور صرف وہی کہہ سکتا ہے جو اللہ کا نبی وپیغمبر ہو۔

کیا اس عمل کی بھی اتباع کی جائے گی؟

گنگوہی صاحب نے ہدایت ونجات کے لئے اپنی اتباع کی علی الاعلان دعوت دی، اب ذرا ان کا ایک عمل ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ کیا گنگوہی صاحب دینی واخلاقی اعتبار سے اس قابل ہیں کہ ان کی اتباع کی جائے۔

حکایات اولیاء کے نام سے علماء دیوبند کی طرف سے ایک کتاب لکھی گئی ہے جس پر حاشیہ مولانا اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے۔ اس میں گنگوہی صاحب کی خانقاہ کا ایک حیاسوز واقعہ یوں لکھا ہے۔

''ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا۔ حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید وشاگرد سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات (مولانا رشید گنگوہی اور مولانا قاسم نانوتوی) بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ۔ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے۔ حضرت بھی اسی چار پائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کو کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔ مولانا (قاسم نانوتوی) ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہنے دو۔ (حکایات اولیاء، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، ص ۳۰۷)

معاذ اللہ! اب تبلیغی جماعت کے اہل حل وعقد بتائیں کہ کیا گنگوہی صاحب کے اس عمل کی بھی اتباع کی جائے گی؟ اور اگر ایسا کیا گیا تو ہمارے معاشرے کے نوجوانوں کی اخلاقی حالت کا کیا عالم ہوگا۔ لیکن اس کے باوجود تبلیغی جماعت کو یہ ضد ہے کہ ہدایت ونجات کے لئے اتباع مولانا رشید گنگوہی صاحب کی ہی کی جائے گی۔

امت سے اپیل

کسی اصلاحی اور تبلیغی تحریک میں شامل ہونا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ وہ تحریک بڑی مقدس تحریک ہوگی جو لوگوں کو صلوٰۃ وسنت کا عادی بنائے، برائیوں سے روکے، احکام الٰہیہ کا پابند بنائے، قرآن وسنت کی

تعلیمات کو عام کرے، اور مسلمانوں کے دلوں میں محبت نبی کا چراغ روشن کرے۔ اس میں شمولیت یقیناً آخرت کی سرفرازی کی ضمانت ہے۔ دنیا میں کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا جو ایسی مقدس تحریک یا اس کے اجتماعاتﷺ جانے سے لوگوں کو منع کرے۔ لیکن جہاں تک مولوی الیاس کاندھلوی کی "تبلیغی جماعت" کا معاملہ ہے، گذشتہ سطور میں آپ نے

اس سے متعلق سنسنی خیز حقائق کا مطالعہ فرمایا۔ میں بالکل دعویٰ کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ تبلیغی جماعت میں مسلمانوں کی جو بھیڑ نظر آ رہی ہے اس میں ۸۰ رفیصد ایسے لوگ ہیں جو بالکل بھولے بھالے کم پڑھے لکھے ہیں، اُن بے چاروں کو تبلیغی جماعت کی حقیقت کا کوئی علم نہیں ہے۔ وہ خلوص کے ساتھ دعوت وتبلیغ اور نماز کے جذبہ سے اس میں شامل ہو گئے ہیں لیکن ان بھولے بھالے مسلمانوں کو کون بتائے کہ جس مذہبی جذبہ کی تسکین کے لئے انہوں نے تبلیغی جماعت سے وابستگی اختیار کی ہے، سرے سے تبلیغی جماعت کا وہ مقصد ہی نہیں ہے۔ آج بھی اگر کوئی انہیں سنجیدگی سے سمجھائے کہ جس جماعت سے آپ وابستہ ہیں اس کا اصل مشن کیا ہے، تو بے شمار لوگ تبلیغی جماعت کے دامِ تزویر سے باہر آ سکتے ہیں اور تبلیغی جماعت کے اصل مشن کو معلوم کر لینے کے بعد وہ کبھی اس سے اتفاق نہیں کر سکتے۔

لہٰذا مناسب ہوگا کہ اختصار کے ساتھ تبلیغی جماعت کے اغراض و مقاصد، نصب العین اور کچھ حقائق بیان کر دیئے جائیں۔

۱) <u>یہ تحریک صلوٰۃ یعنی نماز کی تحریک نہیں ہے</u>، اس لئے کہ تبلیغی جماعت کے بانی نے قسم کھا کر یہ حقیقت بیان کی ہے۔

۲) <u>اس کا مقصد اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات کو عام کرنا نہیں ہے</u> بلکہ مولانا اشرف علی تھانوی کی تعلیمات کو عام کرنا ہے، جیسا کہ تبلیغی جماعت کے بانی نے واضح لفظوں میں اپنا نصب العین بیان کیا۔

۳) <u>تبلیغی جماعت رسول اکرم ﷺ کی اتباع کی دعوت نہیں دیتی</u> بلکہ مولانا رشید گنگوہی کی اتباع کی دعوت دیتی ہے۔

۴) <u>تبلیغی جماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع سے اس زمانے میں ہدایت اور نجات نہیں ملے گی۔</u> بلکہ اس کے لئے مولانا رشید احمد گنگوہی کی اتباع کرنی پڑے گی۔

۵) <u>تبلیغی جماعت کا عقیدہ ہے کہ چلہ ہی جہاد ہے</u> ہتھیاروں سے لیس ہو کر کافروں کے مقابلے میں نکلنا اسلام میں اس کا تصور ہی ختم ہو گیا ہے۔

۶) <u>تبلیغی جماعت قوم مسلم کو ایک نئی قوم میں بدلنا چاہتی ہے</u> جیسا کے اس کے بانی نے وضاحت کی۔

۷) <u>مولانا حفظ الرحمن سیوہاری کی گواہی کے مطابق تبلیغی جماعت کو انگریزوں سے فنڈ ملتا تھا۔</u>

۸) __مولانا شبیر احمد عثمانی کی گواہی کے مطابق اشرف علی تھانوی کو ۶۰۰/روپے انگریزوں کی طرف سے ہر ماہ ملتے تھے۔__

یہ ہیں تبلیغی جماعت کے مقاصد اور کچھ حقائق۔ اب اگر آپ ان مقاصد سے متفق ہیں تو شوق سے تبلیغی جماعت کے اجتماع میں جایئے اور اپنی آخرت تباہ کیجئے۔ آپ کو کوئی نہیں روکے گا۔

لیکن

● اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایسی جماعت میں شامل ہوں جو واقعی تحریک صلوٰۃ ہو۔

● اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایسی جماعت میں شامل ہوں جو واقعی رسول ﷺ کی اتباع کی دعوت دیتی ہو۔

● اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایسی جماعت میں شامل ہوں جو قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرتی ہو۔

● اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایسی جماعت میں شامل ہوں جو دلوں میں محبت نبی ﷺ کا چراغ روشن کرتی ہو۔

● اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایسی جماعت میں شامل ہوں جس کی بنیاد اسلام دشمن انگریزوں نے نہیں، صالحین نے رکھی ہو۔

● اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایسی جماعت میں شامل ہوں جس کے اکابرین صالح کردار کے مالک ہوں۔

● اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایسی جماعت میں شامل ہوں جس کے بزرگ انگریزوں کے نہیں، مکین گنبدِ خضریٰ کے وفادار ہوں۔

تو تبلیغی جماعت میں آپ کا کوئی کام نہیں ہے۔ اہل حق میں ایسی جماعت تلاش کریں اور اس میں شامل ہو کر حقیقی جنت کے مسافر بن جائیں۔ اب تک آپ لاعلمی کی بنیاد پر مصنوعی جنت کے مسافر تھے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ تبلیغی جماعت ہی کی اصلاح کی جائے اور اس پلیٹ فارم کو حقیقی اسلامی پلیٹ فارم میں تبدیل کیا جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اس وقت جو لوگ جماعت کے ذمہ دار ہیں ان سے مل کر ان کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے منشور میں تبدیلی لائیں۔

❖ اپنی تحریک کو تحریک صلوٰۃ بنائیں۔

❖ مولانا اشرف علی تھانوی کی تعلیمات کے بجائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کو عام کرنا اپنا نصب العین بنائیں۔

❖ گنگوہی صاحب کی اتباع کرانے کی بجائے رسول رحمت ﷺ کی اتباع کی دعوت دیں۔

❖ جنہوں نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے ان کو صالحین اور اکابرین کی لسٹ سے خارج کر کے سلمان رشدی

اور تسلیمہ نسرین کی صف میں داخل کریں۔

❖ انگریز اب اس ملک سے چلے گئے اور کوئی فنڈ بھی نہیں ملتا، اس لئے اب صرف اور صرف مکین گنبد خضریٰ سے وفاداری کا عہد کریں۔

❖ دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ جہاد جیسے اہم فریضہ کو اس کے اصل مفہوم کے ساتھ تسلیم کریں۔

❖ طریقہ تبلیغ مولوی الیاس کاندھلوی کا نہیں بلکہ رسول اکرم ﷺ، صحابہ، تابعین و اسلاف کا اختیار کریں۔

اگر امت مسلمہ، تبلیغی جماعت کے موجودہ ذمہ داروں پر دباؤ ڈال کر یہ اصلاحات کروالے تو پوری امت کے حق میں بہتر ہوگا۔ اور ہم بھی تبلیغی جماعت کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوجائیں گے، بلکہ شاید ان اصلاحات کے بعد کوئی بھی تبلیغی جماعت کی مخالفت کرنے والا نہیں رہے گا۔

فقیر محمّد یوسف رضا قادری

۲ رربیع الاول ۱۴۳۲ھ



اعلان

اس کتابچہ میں علماء دیوبند کی کتابوں سے جو حوالے جات پیش کئے گئے ہیں، اس میں سے اگر کوئی ایک حوالہ بھی غلط ثابت کردے تو اسے **ایک لاکھ روپئے** انعام دیا جائے گا۔ اور اگر کسی کو حوالے کی اصل کتاب دیکھنی ہو تو وہ سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ کے نوری دارالافتاء میں تشریف لاکر دیکھ سکتا ہے۔